مجموعۂ محاسن

حضرت مولانا مفتی صالح محمد شہیدؒ

مولانا عبدالحمید ناخدا
دارالافتاء جامعہ

۱۸؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ بمطابق ۳۱؍جنوری ۲۰۱۳م بروز جمعرات استادِ محترم حضرت مولانا مفتی صالح محمد صاحب کاروڑی نور اللہ مرقدہٗ استاد و رفیق دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی محض ۴۲؍سال کی عمر میں مادرِ علمی سے جامعہ اسلامیہ درویشیہ جاتے ہوئے خلعۂ شہادت سے سرفراز ہوکر اپنے ہزاروں متعلقین کو غم زدہ چھوڑ کر اپنے مخدوم اور خادم کے ہمراہ لبوں پر دل آویز تبسم لئے پرسکون چہرے کے ساتھ رفیق اعلیٰ سے ملاقات کے لئے چل دیئے۔ إنا للّٰه وإنا إليه راجعون۔

حضرت مفتی صاحب شہید رحمہ اللہ سے عمر کے اس مختصر دورانیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں جو عظیم کام لئے ہیں، بیشک یہ حضرت شہید رحمہ اللہ کی عند اللہ قبولیت کی واضح دلیل ہے اور آپ رحمہ اللہ نے شہرت اور نام و نمود سے مستغنی ہوکر جس پوشیدگی اور اخفاء کے ساتھ ان خدمات کو انجام دیا ہے، یہ آپ کے اخلاص اور للّٰہیت کی کھلی دلیل ہے، جس پر آپ کی مظلومانہ شہادت نے ناقابلِ تردید تصدیقی مہر بھی ثبت کردی ہے۔ حضرت شہید رحمہ اللہ کی ساری زندگی دین سیکھنے ،سکھانے اور اس کی نشر و اشاعت میں گزری۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، آپ بیک وقت مدرس بھی تھے، مفتی بھی تھے، حَکَم بھی تھے، مؤلف بھی تھے، خطیب بھی تھے، مسجد و مدرسہ کے منتظم اور صدر بھی تھے۔ غرضیکہ آپ کی شخصیت صفاتِ حسنہ کا ایک ایسا مجموعہ تھی، جس کی ہر ہر صفت اپنی جگہ بے مثال تھی۔

حضرت شہید رحمہ اللہ نے ۱۹۹۳ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن سے سندِ فراغت حاصل کی اور اس کے بعد جامعہ ہی میں حضرت مولانا مفتی عبدالسلام صاحب چاٹگامی مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب شامزئی شہید رحمہ اللہ کی زیرِ نگرانی تمرینِ فتاویٰ کی تربیت حاصل کی۔ فراغت کے بعد تقریباً ۴؍سال تک آپ اپنی دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ محض اپنے شوق کی بنیاد پر اپنے اساتذہ کے زیرِ تربیت فتویٰ نویسی کی مشق بھی کرتے رہے۔ آپ کے شوق، ثابت قدمی، اور بہترین استعداد کی بنیاد پر اساتذہ کرام نے آپ پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ۱۹۹۸ء میں آپؒ کو مادرِ علمی میں بحیثیت رفیق

دارالافتاء خدمت کا مستقل موقع فراہم کیا، آپ نے اپنے اساتذہ کے اعتماد کی بھرپور لاج رکھی اور تادمِ شہادت اس خدمت کو پوری تندہی کے ساتھ اس طرح سرانجام دیا کہ حق ادا کردیا۔ آپ رحمہ اللہ دن بھر درس وتدریس اورفتاویٰ کے علمی میدان میں خدمات کی ادائیگی میں بے انتہا مصروف رہا کرتے تھے۔ آپؒ کی انتھک محنت کا کچھ معمولی سااندازہ آپ کی ان خدمات کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے جو بوقتِ شہادت آپ کے ذمہ تھیں۔

۱:.دارالافتاء بنوری ٹاؤن میں کل وقتی مصروفیت:

دارالافتاء میں جو اہم ترین خدمات آپ کے سپرد تھیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆دستی جمع ہونے والے فتاویٰ کی تصحیحات، اوراس سلسلہ میں طلبہ کی راہ نمائی کرنا۔

☆مسائل معلوم کرنے کے لئے آنے والی خواتین کوسننا اوران کے مسائل کوحل کرنا۔

☆متنازع مسائل میں تحکیم کرنا۔

☆فون پر مسائل بتانا۔

☆زبانی معلومات کے لئے آنے والوں کی شرعی مسائل میں رہنمائی کرنا۔

۲:.تدریس:

مندرجہ ذیل کتب آپ کی زیرِ تدریس تھیں:

☆جامع الترمذی۔حدیث مبارکہ کی یہ معرکۃ الآراء کتاب دوجگہ آپ کے زیرِ تدریس تھی:

۱:......جامعہ اسلامیہ درویشیہ سندھ مسلم سوسائٹی (جہاں جاتے وقت یہ حادثہ فاجعہ پیش آیا)

۲:......جامعہ احیاء العلوم للبنات پیر کالونی۔

☆شرح عقود رسم المفتی ودیگر کتب تخصص فی الفقہ الاسلامی (جامعہ اسلامیہ درویشیہ میں)

☆نورالانوار (جامعہ بنوری ٹاؤن میں)

۳:.اشراف ونگرانی:

آپ رحمہ اللہ جامعہ اسلامیہ درویشیہ میں تخصص فی الفقہ الاسلامی کے مشرف ونگران بھی تھے۔

۴:.خطابت:

مسجد نور کٹی پہاڑی میں آپ خطابت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔

۵:.منتظم:

آپ رحمہ اللہ مسجد نور کے صدر اور منتظم بھی تھے،اوراس مسجد کے ساتھ آپ نے حفظ وناظرہ کا ایک مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا اوراس کی نسبت اپنے محبوب استاذ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب رحمہ اللہ کی طرف کی ہوئی تھی۔اس ادارے کا مکمل انتظام وانصرام حضرت شہید رحمہ اللہ کے ہاتھ میں تھا،اس مدرسہ میں فی

الوقت ۲۰۰ بشمول سایۂ پدری سے محروم ۸۰ یتیم طلباء زیرِ تعلیم ہیں۔ حضرت نے یہ کام اس قدر پوشیدگی کے ساتھ انجام دیا کہ آپ کے بہت سارے قریبی اور بے تکلف ساتھی بھی آپ کی حیات میں اس سے لاعلم اور بے خبر رہے، اور بہت سوں پر یہ عقدہ آپ کی حیاتِ جاودانی کے بعد کھلا۔ یقیناً یہ حضرت شہید رحمہ اللہ کے لئے ایسا صدقہ جاریہ ہے جس سے وہ اُس عالم میں بھی ہر لحظہ مستفید ہو رہے ہوں گے اور ان شاء اللہ! ہوتے رہیں گے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی ذہانت اور قوی حافظہ عطا فرمایا تھا، جزئیات میں آپ کا استحضار کمال کا تھا، حوالہ جات کی تخریج میں آپ کو ملکہ حاصل تھا، جس کا واضح اور بین ثبوت آپ رحمہ اللہ کی وہ شاندار خدمات ہیں جو آپ نے اردو میں فتاویٰ کی معیاری ترین کتاب ''کفایت المفتی'' اور ''فتاویٰ رحیمیہ'' جیسی اہم کتاب کی تخریج کر کے ادا کی ہیں، اس کے علاوہ اردو میں فتاویٰ کی ضخیم ترین کتاب ''فتاویٰ محمودیہ'' کے معتدبہ حصے کی بھی تخریج فرما چکے تھے کام زیرِ تکمیل تھا کہ جامعہ فاروقیہ سے فتاویٰ محمودیہ کا تخریج شدہ نسخہ طبع ہوگیا، آپ رحمہ اللہ کا مقصد چونکہ اس خدمت سے شہرت کا حصول نہ تھا، بلکہ ایک علمی ضرورت کو پورا کرنا تھا اس لئے آپ نے یہ فرما کر کہ ''مقصد حاصل ہوگیا'' اس پر کام بند کر دیا تھا۔ قدیم مسائل کے ساتھ ساتھ جدید مسائل پر بھی آپ کی گہری نگاہ تھی اور پیش آمدہ جدید مسائل پر آپ کی رائے انتہائی وقیع اور وزنی ہوا کرتی تھی۔ آپ کے متحرک قلم سے نکلنے والے بیش بہا فتاویٰ جات کے علاوہ ''کلوننگ'' کے موضوع پر ایک مستقل رسالہ بھی ''استنساخ'' کے نام سے طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر اس اہم ترین موضوع پر بہت سوں کی رہنمائی کا ذریعہ بن چکا ہے۔

اس قدر دینی و علمی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ رحمہ اللہ کے تجارتی مشاغل بھی تھے، جنہیں آپ جامعہ کا وقت پورا کرنے کے بعد رات گئے تک سرانجام دیتے تھے۔ اس قدر مصروفیت کا نتیجہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ مسکراہٹ اور خوش طبعی کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے لیکن یہ حضرت شہید رحمہ اللہ کا کمال تھا، کرامت تھی کہ اس قدر جسمانی مشقت اور ذہن کو تھکا دینے والی مصروفیات کے باوجود آپ کے چہرے کی بشاشت میں کوئی فرق نہ آتا اور آپ جس مجلس میں بیٹھتے اپنی دلچسپ گفتگو اور منفرد انداز سے شرکاء کے لبوں پر تبسم بکھیر دیتے۔ حضرت شہید رحمہ اللہ کی باغ بہار شخصیت، خوش مزاجی، برادرانہ بے تکلفی، وسعتِ مطالعہ، ذہانت و ذکاوت اور حاضر جوابی کا اندازہ تو وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں حضرت کے ساتھ نجی مجالس میں بیٹھنا نصیب ہوا ہو، بلاشک وشبہ جس نجی مجلس میں آپ موجود ہوتے میر مجلس آپ ہی ہوتے۔

حضرت شہید رحمہ اللہ جن شخصیات سے متأثر تھے ان میں علم وعمل اور سیاست میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ جبکہ ادب وخطابت میں مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ، اور علوم وفنون میں مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں، مذکورہ بالا شخصیات کا تذکرہ حضرت شہید رحمہ اللہ کثرت کے ساتھ انتہائی عقیدت اور جوش وخروش سے فرمایا کرتے تھے، نیز تاریخ، سیاست اور تہذیب وثقافت آپ رحمہ اللہ کے پسندیدہ ترین موضوعات تھے جن پر آپ بلاتکان گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اہلِ علم خاص طور پر شعبہ افتاء سے وابستہ حضرات

اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ فتویٰ کے میدان میں عرف و عادات کی واقفیت کس قدر اہمیت کی حامل ہے، حضرت ممدوح شہید رحمہ اللہ کی منجملہ خصوصیات اور امتیازات میں سے ایک بہت بڑی خصوصیت اور شانِ امتیازی عرف و عادت سے بھرپور واقفیت تھی، اقوام عالم کی تہذیب پر آپ رحمہ اللہ کی معلومات انتہائی حیرت انگیز تھیں، دنیا کے ہر خطہ میں بسنے والی اکثر اقوام کی تہذیب وثقافت اور رسم و رواج سے باخبر تھے خاص کر پاکستان اور افغانستان میں بسنے والی معروف اقوام میں شاید ہی کوئی قوم ایسی ہوگی جس کی تاریخ اور تہذیب سے آپ کو واقفیت نہ ہو آپ کی یہ مہارت آپ کے فتاویٰ کی قوت کو بھی دوبالا کر دیا کرتی تھی۔

آپ رحمہ اللہ کی شخصیت کا مختصراً تجزیہ کیا جائے تو ایک ایسی خوددار اور خوش مزاج شخصیت سامنے آتی ہے جو ''والدین کے لئے قابلِ فخر فرزند، بیویوں (آپ رحمہ اللہ نے دو نکاح فرمائے تھے) کے لئے خیال رکھنے والا شوہر، اولاد کے لئے مشفق اور فکرمند باپ، اساتذہ کے لئے قابلِ اعتماد شاگرد، طلباء کے لئے مصلح اور جان سے عزیز تر استاد، دوستوں کے لئے ہمدرد اور مخلص ساتھی عامۃ الناس کے لئے نافع مفتی اور بعد میں آنے والوں کے لئے قابلِ تقلید'' تھی۔ اسی وجہ سے حضرت شہید رحمہ اللہ کی شہادت سے متأثر ہونے والوں کی فہرست بھی بہت طویل ہے ایک طرف ضعیف والدین کی آنکھیں اپنے فرمانبردار بیٹے کی فرقت کے غم سے اشک آلود ہیں تو دوسری طرف اہلِ خانہ اپنے غم گسار کے یوں اچانک چلے جانے سے آزردہ ہیں، ایک طرف معصوم بچے والد کے پرشفقت سائے سے محرومی پر انگشت بدنداں ہیں تو دوسری طرف روحانی فرزندگان محبوب استاذ سے محرومی پر حیران و پریشان ہیں، ایک طرف دوستوں کے قلوب میرِ محفل کی یاد میں مجروح ہیں تو دوسری طرف رفقاء کے سینے پرخلوص رفیق کی جدائی کے تصور سے چھلنی ہیں:

تم کیا گئے کہ رونقِ ہستی چلی گئی

اس ناکارہ کی شومئ قسمت کہ حضرت شہید رحمہ اللہ کی پرلطف رفاقت کا صرف ڈیڑھ سال ہی میسر آسکا، لیکن اس قلیل عرصہ میں حضرت شہید رحمہ اللہ کی پدرانہ شفقت اور برادرانہ بے تکلفی کے باعث محبت اور انسیت کا ایسا گہرا تعلق قائم ہو چکا تھا کہ گویا صدیوں کی آشنائی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کی باکمال، زندہ دل شخصیت کے بارے میں لکھتے ہوئے یادوں کا ایک طوفان ہے جس کی موجیں ذہن کے پنہاں خانوں سے امڈ امڈ کر صفحہ قرطاس پر بہنے کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں لیکن دل جو حکم ہے اس کا فیصلہ یہ ہی ہے کہ:

''قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش
حمید ایں قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد''

اللہ تعالیٰ حضرت ممدوح شہید رحمہ اللہ کی خدمات وشہادت کو قبول فرمائے آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے اور آپ کے لگائے ہوئے باغات کو تا قیامت سرسبز رکھے اور آپ رحمہ اللہ اس کے ثمرات سے محظوظ ہوتے رہیں (آمین)